بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

جمعیۃ علمائے ہند کے اجلاس حیدرآباد میں اگرچہ وہ تمام معاملات و مسائل زیر غور نہیں آ سکے جن کی طرف گذشتہ نظرات میں توجہ دلائی گئی تھی اور جن سے مسلمانوں کو ایک ہمہ گیر تعمیری پروگرام بنانے اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملتی اور جس کا واقعی ہمیں افسوس ہے تاہم جناب صدر نے جو خطبہ ارشاد فرمایا ہے وہ اپنی گوناگوں خوبیوں اور اچھائیوں کی وجہ سے قابل قدر ہے اور اس لائق ہے کہ نہ صرف ہند کا بلکہ دنیا کے ہر گوشہ کا مسلمان اس کو دل کے کانوں سے سنے اور اس پر غور کرے خطبہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شکست خوردگی اور دل گرفتگی کا کہیں نام و نشان اور مستقبل کی طرف سے مایوسی و افسردہ خاطری کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں ہے۔ اس خطبہ کا لب و لہجہ اُس ایک عالی حوصلہ و بلند ہمت ملاح کا سا ہے جس کی کشتی کو طوفانی ہواؤں نے شب تاریک کی بھیانک اندھیاریوں میں گھیر لیا ہے۔ ساحل تا حد نظر دکھائی نہیں دیتا۔ مسافروں کے دل خوف و ہراس سے بھر گئے ہیں اور متلاطم موجیں ہیں کہ کشتی سے برابر ٹکرا رہی اور اسے زیر و زبر کر رہی ہیں لیکن اس کے باوجود ملاح کو اپنی کشتی کی تقدیر پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہے اور وہ جانتا ہے کہ موجوں کی طغیانی اور مخالف ہواؤں کی بلا انگیزی وقتی اور ہنگامی چیز ہے اس کشتی کو پہلے بھی بڑے بڑے طوفانوں کا سامنا ہوا ہے اور وہ ان سے بخیر و خوبی عہدہ برآ ہو گئی ہے اسی طرح یہ حالات دیرپا نہیں ہیں جلد یا بدیر ختم ہو جائیں گے۔

خطبہ کا ایک دوسرا پہلو جو زیادہ روشن و تابناک ہے یہ ہے کہ اس میں کہیں دل اور دماغ کی تنگ حوصلگی اور نظر و فکر کی کوتاہی نہیں پائی جاتی، بلکہ صاحبِ خطبہ نے واقعات و حالات کا جائزہ اس وسیع النظر طبیب کی حیثیت سے لیا ہے جو مریض کے ساتھ پوری ہمدردی رکھتا ہے وہ مریض کے مزاج۔ اس کے خاندانی خصائص اور ماحول کے تمام اثرات و دواعی سے بھی پورے طور پر

باخبر ہے اور اس بنا پر وہ مرض کا صرف وقتی اور ہنگامی علاج ہی نہیں کرتا بلکہ اس کے جسم سے مادۂ فاسد کا استیصال کر کے اس کی رگ رگ میں صالح خون پیدا کرنا چاہتا ہے پھر اس طبیب کو صرف مریض نہیں بلکہ مریض کی ہر چیز یعنی اس کا وطن اور ملک۔ اس کے پڑوسی۔ اس کے اعزا اور اقربا اس کے میل ملاقاتی ان میں سے ہر ایک کے ساتھ بھی اس کو ویسی ہی ہمدردی ہے اور ان سب میں صحت وتندرستی کے لوازم ومقتضیات پیدا کر کے پوری فضا کو خوشگوار بنا دینا چاہتا ہے اس بنا پر خطبہ میں کہیں اپنی حکایت ہے تو افسردگی وشکستہ دلی کے ساتھ نہیں بلکہ غیرت وخودداری اور جرأت وہمت کے ساتھ دوسروں کی شکایت ہے تو بغض وعداوت اور دشمنی کے ساتھ نہیں بلکہ ہمدردی وغمگساری اور جذبۂ خیرخواہی کے ساتھ ہے کسی قوم کی تعمیر میں سب سے بڑا دخل نصب العین کے تعین اور اس کے ساتھ پوری وابستگی وفریفتگی کو ہوتا ہے اس حیثیت سے اس خطبہ کو تشنہ نہیں کہا جا سکتا مختلف اسالیب بیان اور دلائل کے ساتھ یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کا نصب العین زندگی کیا ہونا چاہئے اور اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے اسے کیا کرنا چاہئے امید ہے کہ موجودہ حالات میں حیدر آباد کا یہ اجلاس مسلمانوں کے لئے ایک مینارۂ روشنی ثابت ہوگا۔ اور وہ دلجمعی وبے خوفی کے ساتھ خود اپنے اور اپنے ملک کی تعمیر میں لگ جائیں گے۔

انگریزوں کے عہد حکومت میں شکایت تھی کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم میں تاریخ کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں مسلمان بادشاہوں کی نسبت ایسے غلط اور بے بنیاد واقعات لکھے جاتے ہیں جن کو پڑھ کر فرقہ وارانہ منافرت پیدا ہوتی ہے لیکن اس بدبختی راج میں یہ غلط بیانی صرف مسلمان بادشاہوں اور ان کے طریق حکومت تک محدود تھی لیکن اب جبکہ ملک آزاد ہے اور یہاں ایک غیر مذہبی اور قومی حکومت قایم ہے بعض صوبوں کے متعلق شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ وہاں کی مجوزہ نصاب تعلیم کی کتابوں میں بادشاہوں کا تو کیا ذکر۔ خود پیغمبر اسلام اور قرآن مجید سے متعلق نہایت صبر آزما اور توہین آمیز جملے اور فقرے لکھے گئے ہیں اور وہ کتابیں ٹکسٹ بک کمیٹی کی منظوری سے نصاب تعلیم میں شامل ہیں۔ انگریزوں کے عہد حکومت میں جو ہے کچھ ہوا ہو۔ لیکن اس بات کا اقرار

کرنا پڑے گا کہ کسی مذہب کے پیغمبر یا اس کی کتاب کے متعلق بدگوئی اور سب وشتم کو انھوں نے گوارا نہیں کیا اگر کسی بدنفس نے ایسا کیا بھی تو جب کبھی گورنمنٹ کو اس کا علم ہوا اس نے فوراً اس کے خلاف کارروائی کی اور مجرم کو قرار واقعی سزا دے کر دوسرے لوگوں میں ارتکابِ جرم کی ہمت پست کر دی۔ اس موقع پر ہم ہندوؤں سے صرف ایک بات کہنی چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ اگر تم اپنی اور اپنے ملک کی بقا چاہتے ہو تو خود تمہارا فرض ہے کہ ایسے اشخاص کے خلاف احتجاج کرو اور ان کے منہ میں لگام دو کیونکہ قدرت کا ازلی قانون ہے کہ جس قوم میں کسی مذہب کے پیغمبر کے ساتھ توہین وتذلیل کا معاملہ کرنے والے افراد کی کثرت ہو جاتی ہے اور وہ قوم ایسے کمینے اور ناپاک انسانوں کو سزا دینے کے بجائے الٹی ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے خدا کے قہر وغضب کی گرفت اس پر سخت ہو جاتی ہے اور پھر عظیم تباہی وبربادی سے اُسے دنیا کی کوئی طاقت بھی نہیں بچا سکتی۔

ساتھ ہی ہم مسلمان اخبارات ورسائل سے گذارش کریں گے کہ موجودہ حالات میں یہ ہرگز قرینِ صواب نہیں ہے کہ اس طرح کی تحریروں کا اخبارات میں چرچا کیا جائے اور ان پر اشتعال انگیز شذرات لکھے جائیں، وجہ یہ ہے کہ آج کل اس کی توقع تو کچھ زیادہ قوی نہیں ہو سکتی کہ اخبارات کے توجہ دلانے پر حکومت فوراً ہر ایک ایسی تحریر کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرے گی۔ اس بنا پر اخبارات میں اس قسم کی اطلاعات کے شائع ہونے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ اور نہ ہوگا کہ مسلمان فرطِ غیظ وغضب کی حالت میں دم بخود ہو کر رہ جائے گا اور کہے گا۔

زندگی اپنی جب اس شان سے گذری غالبؔ
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

انجام کار مسلمان احساسِ کمتری میں مبتلا ہو کر بددلی اور قنوطیت کا شکار ہو جائیں گے اور یہ چیز ان کے قومی نشو ونما کی راہ میں شدید رکاوٹ ہو گی۔

ان تحریروں کا البتہ اس طرح تدارک ضرور کرنا چاہئے کہ جمعیۃ علمائے ہند پوشیدہ طور پر حکومت کو اس طرف متوجہ کرے اور اس قسم کی کتابوں کو خارج از نصاب کرائے۔ اور ایک وقتِ مقرر تک انتظار کرنے کے بعد اگر حکومت اس طرف توجہ نہ کرے تو پھر باقاعدہ عدالت میں چارہ جوئی کی جائے اور پوری قوت کے ساتھ ایسے مصنفوں اور پبلشروں کے خلاف مقدمہ لڑایا جائے۔ اس طرح اصل مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے

اور مسلمان احساسِ کمتری کا شکار کبھی نہیں بنیں گے!!